سے پہلے پڑھنے کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ حدیث کی صحت و ضعف کی تحقیق نہیں۔ اس حالت میں فضائل و اعمال کا لحاظ رکھتے ہوئے کوئی پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔ مگر نفل کی نیت سے پڑھے نہ کہ سنت موکدہ کے طور پر۔

عبداللہ امرتسری روپڑ

۱۲ شوال ۱۳۵۸ھ ۔ ۲۴ نومبر ۱۹۳۹ء

سہو کا بیان

ایک سجدہ رہ جانے پر سہو کی صورت

سوال:۔ اگر ایک رکعت میں بجائے دو سجدوں کے سہواً ایک سجدہ ہو جائے اور ایک رہ جائے تو کیا سجدہ سہو لازم آئے گا۔ یا رکعت کا اعادہ لازم ہوگا۔؟

محمد فیروز دین موضع چاہر ضلع سیالکوٹ

جواب:۔ دو سجدوں میں اگر ایک سجدہ رہ جائے تو جس رکعت میں سجدہ رہا ہے وہیں سے نماز شروع کرے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک سجدہ پہلے ہو چکا ہے۔ ایک اور سجدہ کر کے اس کے بعد کی رکعتیں پڑھ لے۔ پھر اخیر میں التحیات کے بعد سلام سے پہلے یا بعد سجدہ سہو کرے۔ کیونکہ دونوں سجدے رکن ہیں۔ ایک کے چھوٹنے سے نماز نہیں ہوتی۔

عبداللہ امرتسری روپڑ

۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۷ء

سہو کے وقت مقتدی کا اللہ اکبر کہنا

سوال:۔ امام قرأت بھول جائے تو کیا رکوع میں جانے کے لئے مقتدی اللہ اکبر کہہ سکتا ہے۔

جواب:۔ امام اگر قرأت بھول جائے تو اس کو رکوع جانے کے لئے اللہ اکبر کہنا ثابت نہیں۔ خواہ امام تشابہ اپنے آپ نکال سکے یا نہ نکال سکے۔ ہاں امام کو اپنے آپ چاہیئے کہ اگر اس سے تشابہ نہ نکلے تو رکوع کو چلا جائے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فجر کی نماز میں سورۃ مومنون پڑھی۔ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام

یا عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر پر پہنچے تو کھانسی شروع ہوگئی آخر رکوع کر دیا۔ (مشکوٰۃ باب القرأۃ فی الصلوٰۃ)
اس سے معلوم ہوا کہ جب امام رک جائے تو رکوع کر دے کیونکہ کھانسی سے رکنا اور بھول کر رکنا ایک ہی بات ہے۔ دونوں صورتوں میں انسان آگے چلنے سے رہ جاتا ہے۔

ہاں اگر امام سے تشابہ نہ نکلے اور نہ امام رکوع میں جائے تو اس صورت میں مقتدی سبحان اللہ کہہ سکتا ہے تاکہ امام سبحان اللہ سن کر رکوع میں چلا جائے کیونکہ امام کو کسی بات سے آگاہ کرنے کے لئے سبحان اللہ مقرر ہے۔
(مشکوٰۃ ما لا یجوز من العمل فی الصلوٰۃ)

عبداللہ امرتسری روپڑی

۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ — ۱۹ اگست ۱۹۳۳ء

امام عمداً یا سہواً آیت چھوڑ دے تو کیا نماز کا اعادہ ہوگا یا سجدہ سہو کافی ہے

سوال:۔ ایک امام مسجد نے قرأت پڑھتے پڑھتے قرآن مجید کی ایک آدھ آیت بھول جانے پر نماز کو پورا کرنے کے بعد دہرایا۔ اور مقتدیوں نے بھی اس کے ساتھ نماز کو پورا کرنے کے بعد دہرا لیا۔ کیا واقعی قرأت پڑھتے پڑھتے اگر کوئی آیت بھول کر رہ جائے یا آیت غلط پڑھی جائے تو نماز دہرانی پڑتی ہے۔ یا سجدہ سہو کی ضرورت پڑتی ہے۔

سائل خریدار تنظیم

جواب:۔ منتقی میں ہے:۔

عن مسور بن یزید المالکی قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فترک آیۃ فقال لہ رجل یا رسول اللہ آیۃ کذا وکذا قال فھلا ذکرتنیھا رواہ ابوداؤد وعبداللہ بن احمد فی مسند ابیہ وعن ابن عمرؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوٰۃ فقرأ فیھا فلبس علیہ فلما انصرف قال لابی اصلیت معنا قال نعم قال فما منعک - رواہ ابوداؤد (منتقی باب الفتح فی القرأۃ علی الامام۔

مسور بن یزید مالکی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ ایک آیت چھوڑ دی۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے فلاں فلاں آیت چھوڑ دی۔ آپ نے فرمایا تو نے مجھے یاد کیوں نہ دلایا۔

اس کو ابوداؤد نے اور عبداللہ بن احمدؒ نے اپنے والد کی مسند میں روایت کیا ہے۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ اس میں آپ پر قرأت مشتبہ ہو گئی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میرے باپ کو فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ کہا ہاں فرمایا تو نے مجھے کیوں نہ بتایا؟ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قرأت میں کسی آیت کے ترک ہونے سے یا بھول جانے سے نہ نماز لوٹانے کی ضرورت ہے نہ سجدہ سہو پڑتا ہے۔ ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز لوٹاتے یا سجدہ سہو کرتے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کو لقمہ ضرور دینا چاہیے جو لوگ لقمہ دینے سے منع کرتے ہیں۔ ان کا خیال ان احادیث کے خلاف ہے۔ ہاں ایک حدیث ابوداؤد میں منع کی بھی آئی ہے مگر ایک تو وہ منقطع ہے۔ اس میں ایک راوی ابواسحٰق ہے جس نے حارث اعور سے یہ حدیث نہیں سنی۔ نیز حارث اعور کذاب ہے۔ پس یہ حدیث استدلال کے بالکل قابل نہیں خاص کر اوپر کی احادیث کے مقابلہ میں کیونکہ وہ استدلال کے قابل ہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۲۳ ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ

نماز میں امام کو لقمہ دینا

سوال :۔ امام اگر نماز میں کوئی لفظ بھول جائے تو اس کو لقمہ دینا درست ہے یا نہیں اور کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں یہ مروی ہے کہ آپ فرض نماز میں بھول گئے ہوں اور صحابہؓ نے حالت اقتداء میں آپ کو لقمہ دیا ہو۔ احناف اس کو ناجائز کہتے ہیں اور منع کرتے ہیں۔ ان کے ہاں امام اگر بھول جائے تو صرف سجدہ سہو کرنا ہی کافی ہے۔ اس کی کیا دلیل ہے۔

ابو محمد عبدالجبار خطیب مسجد اہلحدیث رنگون۔ محمد صدیق شاہ عالم مارکیٹ لاہور (کمبل پیک)

جواب :۔ امام کو لقمہ دینا درست ہے چنانچہ ابوداؤد بحوالہ عون المعبود جلد اول، باب الفتح علی الامام میں ہے

عن یحیی الکاھلی عن المسور بن یزید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یحیی وربما قال شھدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الصلوٰۃ فترک شیئا لم یقرأہ فقال لہ رجل یا رسول اللہ ترکت آیۃ کذا وکذا فقال

لے یہاں کاتب سے سہو ہوا ہے۔ صحیح یوں ہے کہ آپ نے ابی بن کعب کو فرمایا کیا تو نے ... جو صحیح ہے۔ (مرتب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھلا اذکرتنیھا۔

۲۔ عن عبداللہ بن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوٰۃ فقرأ فیھا فلبس علیہ فلما انصرف قال لابی اصلیت معنا قال نعم قال فما منعک۔

یعنی مسور بن یزید مالکیؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نماز میں قرأت فرماتے تھے۔ آپ نے درمیان سے کچھ چھوڑ دیا۔ نماز کے بعد ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے فلاں فلاں آیت چھوڑ دی ہے۔ اس پر آپ نے اس کو جواب دیا کہ تو نے کیوں نہ یاد دلایا۔

۲۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے۔ آپ پر قرأت مشتبہ ہو گئی یعنی بھول گئے یا آگے پیچھے ہو گئے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابی ابن کعب رضی حافظ القرآن کو فرمایا کہ تو نے میرے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ جواب دیا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا تو نے مجھ کو لقمہ کیوں نہ دیا۔ کس چیز نے منع کیا۔

صاحب عون المعبود فرماتے ہیں۔

والحدیثان یدلان علی مشروعیۃ الفتح علی الامام وتقیید الفتح بان یکون علی امام لم یؤد الواجب من القرأۃ وباخر رکعۃ مما لا دلیل علیہ۔

یعنی دونوں حدیثیں جواز لقمہ پر دلالت کرتی ہیں۔ اور جواز لقمہ کو مقید کرنا اس شرط کے ساتھ کہ جب امام بقدر واجب من القرأۃ بھول گیا ہو اور رکعت اخیری ہو۔ یہ قول بلا دلیل ہے۔

پھر صاحب عون فرماتے ہیں۔

والادلۃ قد دلت علی مشروعیۃ الفتح مطلقا فعند نسیان الامام الایۃ فی القرأۃ الجھریۃ یکون الفتح علیہ بتذکیرہ تلک الایۃ کما فی حدیث الباب وعند نسیانہ لغیرھا من الارکان یکون الفتح بالتسبیح للرجال والتصفیق للنساء۔

یعنی حدیثوں سے جواز لقمہ مطلقاً ثابت ہوتا ہے خواہ بقدر واجب من القرأۃ میں بھولے یا زیادہ میں۔ اور فتح کی دو صورتیں ہیں (۱) جہری نماز میں اگر امام بھول جائے تو مقتدی خواہ عورت ہو یا مرد امام کو بھولی ہوئی آیت بتلا دے (۲) اگر قرأت کے علاوہ مثلاً سجدہ یا قعدہ وغیرہ بھول جائے تو مقتدی مرد امام کو

اطلاع دینے کے لئے سبحان اللہ کہے۔ اور عورت اطلاع دینے کے لئے تالی بجاوے۔ یعنی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ایک مرتبہ مارے۔ فقہا بھی منع نہیں کرتے بلکہ وہ بھی جائز سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو شرح وقایہ جلد اول ص۱۵۱ مطبوعہ یوسفی باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا وفتحہ علی غیر امامہ انما قال علی غیر امامہ لانہ فتحہ علی امامہ قال بعض المشائخ اذا قرا امامہ مقدار ما یجوز بہ الصلوٰۃ او انتقل الی آیۃ اخری ففتح تفسد صلوٰۃ الفاتح وان اخذ منہ تفسد صلوٰۃ الامام ایضا وبعضھم قالوا لا تفسد فی شیء من ذالک وسمعت ان الفتوی علی ذالک۔

مصلی اگر غیر امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگر مصلی اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

بعض مشائخ کا قول ہے کہ امام اگر تین آیتیں پڑھ کر بھول گیا یا دوسری آیت شروع کر دی اس صورت میں لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہوگی۔ اگر امام نے لقمہ لے لیا تو امام کی بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور بعض فقہا نے کہا ہے کہ کسی کی بھی فاسد نہ ہوگی۔

عبداللہ بن مسعود رح تاج الشریعۃ صاحب شرح وقایہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے استادوں اور مشائخوں سے سنا ہے کہ فتوی اسی آخری قول (کسی کی نماز فاسد نہ ہوگی) پر ہے۔

شرح وقایہ کے حاشیہ پر بھی مولانا عبدالحق صاحب مرحوم محشی کتاب حنفی عالم نے بھی ابوداؤد کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ لقمہ دینا جائز ہے۔

دلیل نمبر۲۔ ہدایہ مع نہایہ جلد اول مطبوعہ احمدی ص۱۲۲ میں ہے۔

وان فتح علی امامہ لم یکن کلاما۔

یعنی اگر امام کو لقمہ دیا جاوے تو وہ کلام میں شمار نہیں تاکہ نماز فاسد نہ ہو جائے۔

اس عبارت کی شرح میں لکھا ہے کہ قولہ

وان فتح علی امامہ لم یکن کلاما واطلق ھذا دلیل علی ان ما قرأ الامام

لہ:۔ غالباً جس نے یہ شرط لگائی ہے اس نے خیال کیا ہوگا کہ نماز شروع ہو تو نئے سرے سے نماز پڑھنی سہل ہے۔ اخیر نماز ہو تو نئے سرے سے پڑھنے میں وقت ہے۔ اس لئے شروع نماز میں لقمہ کی اجازت نہیں۔ اخیر میں اجازت ہے مگر ایسے قیاسات کا شرع میں کوئی اعتبار نہیں۔

مقدار ما یجوز به الصلوٰة و بآذا مالم یقرأ لانفسد الفاسد ولاصلوٰة الامام بالاخذ

یعنی شارح کہتے ہیں کہ مصنف کا کلام مطلق ہے اور یہ مطلق اس بات کی دلیل ہے کہ خواہ امام مقدار ما یجوز به الصلوٰة کے پڑھنے کے بعد یا اس سے کم ہی ہو ہے ہر دو صورتوں میں اگر مقتدی لقمہ دے اور امام لقمہ قبول کرے۔ نہ تو امام کی نماز فاسد ہوگی نہ مقتدی کی؟

احناف کا یہ کہنا کہ امام اگر بھول جائے تو اس کو لقمہ نہ دیا جائے صرف سجدہ سہو کرنا کافی ہے۔ اس کی دلیل کتب فقہ میں کہیں نہیں ہے۔ یہ ان کا زبانی قول بلا دلیل مردود ہے۔ کتب فقہ اس کے خلاف ہیں جیسا کہ بیان کیا گیا۔

اعتراض

ابو داؤد میں النهی عن التلقین میں حدیث ہے۔

عن ابی اسحٰق عن الحارث عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یا علی لا تفتح علی الامام فی الصلوٰة۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی! امام کو نماز میں لقمہ نہ دے۔

اس کے کئی جواب ہیں۔

۱۔ اس حدیث کی سند میں حارث راوی ہے۔ عون المعبود میں ہے کہ اس کی کنیت ابو زہیر ہے۔ باپ عبداللہ ہے۔ کوفی ہے۔ منذری نے کہا کہ اکثر ائمہ نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

۲۔ امام ابو داؤد نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد کہا ہے کہ ابو اسحٰق نے اپنے استاد سے سوائے چار حدیث کے اور کوئی حدیث نہیں سُنی۔ اور یہ حدیث ان چار میں نہیں ہے۔ لہٰذا یہ حدیث منقطع ہوئی۔

۳۔ امام ابو سلیمان خطابی نے کہا ہے کہ عبدالرحمٰن اسلمی سے روایت کی گئی ہے حضرت علیؓ نے خود فرمایا اذا استطعمکم الامام فاطعموه۔ یعنی امام تم سے لقمہ طلب کرے تو اس کو لقمہ دو۔

خلاصہ یہ کہ ان دلائل جواز کے باوجود بھی کوئی حنفی منع کرے تو وہ نہ حنفی ہے نہ اہلحدیث۔ اگر حنفی ہوتا تو منع نہ کرتا کیونکہ کتب فقہ میں منع نہیں۔ اور اگر اہلحدیث ہوتا تو منع کرنے کی جرأت نہ کرتا اس لئے کہ احادیث میں اس کا ذکر ہے

عبدالقیوم بروایت سید عبداللہ امرتسری روپڑی

جو شخص نماز سے باہر ہے وہ نمازی کو لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ جو شخص نماز میں شریک نہیں وہ بھی لقمہ دے سکتا ہے۔

چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اول ما قدم المدینۃ علی اجدادہ او قال اخوالہ وانہ صلی قبل بیت المقدس عشر شہرا وکان یعجبہ ان یکون قبلتہ قبل البیت وانہ صلی اول صلوٰۃ صلاھا صلوٰۃ العصر وصلی معہ قوم فخرج رجل ممن صلی معہ فمر علی اھل مسجد وھم راکعون فقال اشھد باللہ لقد صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل مکۃ فداروا کما ھم قبل البیت۔

(بخاری ج۱ باب الصلوٰۃ من الایمان)

براء بن عازبؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے مدینہ میں تشریف لائے تو انصار سے اپنے ننھیال یا ماموؤں میں اترے۔ اور سولہ ماہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے رہے اور بیت اللہ کی طرف منہ کرنا آپ کو پسند تھا۔ پہلی نماز جو بیت اللہ کی طرف منہ کرکے پڑھی وہ نماز عصر ہے اور آپ کے ساتھ ایک جماعت نے نماز پڑھی۔ ان میں سے ایک آدمی بعد فراغت نماز نکلا اور ایک مسجد والوں کے پاس سے گزرا وہ رکوع کی حالت میں تھے اس نے کہا میں خدا کے نام کے ساتھ شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت اللہ کی طرف نماز پڑھی ہے۔ مسجد والے رکوع ہی کی حالت میں بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لقمہ دینے کے لئے داخل نماز ہونے کی شرط باطل ہے جو شخص نماز میں شامل نہ ہو لقمہ دے سکتا ہے۔ اس کے قریب ایک حدیث بخاری جلد ۱ باب ما جاء فی القبلۃ " میں عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے اور مسلم میں بھی ہے اور اس پر فتح الباری میں لکھا ہے۔

وفيه جواز تعليم من ليس في الصلوٰة من هو فيها وان استماع المصلي لكلام من ليس في الصلوٰة لا يفسد صلوته (فتح الباری جزء ۲)

یعنی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر نمازی کا نمازی کو تعلیم دینا جائز ہے اور نمازی کا غیر نمازی کے کلام کو سننا اور اس پر عمل کرنا اس کی نماز کو فاسد نہیں کرتا۔

اور جب دوسری باتوں میں باہر کا لقمہ صحیح ہوا تو قراءۃ قرآن مجید میں بطریق اولیٰ صحیح ہوگیا۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۱ شوال ۱۳۸۲ھ مطابق ۸ مارچ ۱۹۶۳ء

التحیات میں غلطی سے تھوڑا سا اُٹھ کر بیٹھنا

سوال:۔ اگر قعدہ اولیٰ میں امام بجائے بیٹھنے کے کھڑا ہوجائے مگر پوری طرح کھڑا نہ ہو بلکہ اتنا کھڑا ہو کر گھٹنے زمین سے اُٹھ جائیں۔ ایسی حالت میں امام بیٹھ کر قعدہ کرے اور چار رکعت پوری کرکے دو سجدے سہو کرے تو نماز باطل ہوجائے گی یا نہیں۔

عبدالرحمٰن فضل الرحمٰن ٹرونر جنیٹ لوہا بازار بھوپال

جواب:۔ منتقی میں ہے۔

عن المغيرة بن شعبة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قام احدكم من الركعتين فلم يستتم قائما فليجلس وان استتم قائما فلا يجلس وسجد سجدتى السهو۔ رواه احمد وابوداؤد وابن ماجة۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دو رکعت سے اُٹھا لیکن پورا کھڑا نہیں ہوا تو وہ بیٹھ جائے۔ اور التحیات پڑھے اور جو پورا کھڑا ہوگیا وہ نہ بیٹھے۔ اور آخر میں سجدہ کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوال کی صورت میں نماز باطل نہیں ہوئی بلکہ بالکل درست ہوئی۔ اور یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے کیونکہ اس کی اسناد میں جابر جعفی ضعیف ہے مگر مندرجہ ذیل احادیث اس کی مؤید ہیں۔ اس لئے اس حدیث کا مسئلہ درست ہے۔

اوّل حدیث۔ عن ابن بحينة ان النبى صلى الله عليه وسلم صلى فقام فى الركعتين فسبحوا به فمضى فلما فرغ من صلوته سجد سجدتين ثم سلم۔ رواه النسائى۔

یعنی ابن بحینہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ دو رکعت میں کھڑے ہو گئے لوگوں نے سبحان اللہ کہا مگر آپ لوٹے نہیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔

دوم حدیث

وعن زیاد بن علاقة قال صلی بنا المغیرة بن شعبة فلما صلی رکعتین قام ولم یجلس فسبح به من خلفه فاشار الیهم ان قوموا فلما فرغ من صلوته سلم ثم سجد سجدتین وسلم ثم قال هکذا صنع بنا رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ رواه احمد والترمذی وصححه (منتقی)

یعنی زیاد بن علاقہ سے روایت ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے ہمیں نماز پڑھائی دو رکعت پڑھ کر کھڑے گئے۔ اور التحیات نہیں پڑھی پچھلے لوگوں نے سبحان اللہ کہا۔ مغیرہ بن شعبہ رضؓ نے ان کو اشارہ کیا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو سلام پھیرا پھر دو سجدے کئے اور سلام پھیرا پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کیا۔

سوم حدیث

عن انس انه صلی الله علیه وسلم تحرك للقیام فی الرکعتین الآخرتین من العصر علی جهة القیام فسبحوا له فقعد ثم سجد للسهو اخرجه البیهقی والدارقطنی موقوفا وفی بعض طرقه انه قال هذا السنة قال الحافظ ورجاله ثقات (نیل الاوطار جلد)

یعنی انس رضؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری دو رکعت میں کھڑے ہونے کے لئے حرکت کی۔ لوگوں نے سبحان اللہ کہا۔ آپ بیٹھ گئے پھر سجدہ سہو کیا۔ ان تینوں حدیثوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ اگر سیدھا کھڑا ہو جائے تو پھر نہ لوٹے۔ اگر تھوڑی سی حرکت کی ہو تو لوٹ کر التحیات پڑھے اور سجدہ سہو ہر صورت میں کرنا پڑیگا خواہ سیدھا کھڑا ہو جائے یا تھوڑی سی حرکت کی ہو۔

عبدالقادر تسری سرپڑ

۱۸ محرم ۱۳۵۳ھ — ۳ مئی ۱۹۳۴ء

نماز میں بھول کر دو سجدہ تلاوت کرنا

سوال :- سجدہ ایک کی بجائے دو سجدہ تلاوت ہو جائیں تو کیا کرنا چاہیے۔

جواب :- حدیث میں ہے لکل سھو سجدتان (بلوغ المرام) ہر سہو کے لئے دو سجدے ہیں نماز میں دو سجدے تلاوت بھی ایک قسم سہو ہے اس لئے سجدہ کرے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی •

۱۲ شوال ۱۳۵۸ھ - ۲۴ نومبر ۱۹۳۹ء

ایک طرف سلام پھیر کر سجدہ سہو کرنا

سوال :- بعض لوگ ایک طرف سلام پھیر کر سجدہ سہو کرتے ہیں کیا یہ درست ہے ؟

جواب :- ایک طرف سلام پھیر کر سجدہ سہو کرنا صحیح نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ سجدہ سہو سلام سے پہلے کرے یا بعد، یعنی دونوں طرف سلام پھیر کر سجدہ سہو کرے۔ احادیث میں اسی طرح آیا ہے۔ ایک طرف سلام پھیر کر سجدہ سہو کرنے کا کہیں ذکر نہیں۔ یہ محض قیاس ہے۔ ہاں ایک طرف سلام بھی حدیث میں آیا ہے لیکن جو ایک سلام کے بعد سجدہ کرتے ہیں وہ نماز سے فارغ ہونے کے لئے ایک سلام کے قائل نہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۶ رمضان ۱۳۷۹ھ - ۱۵ مارچ ۱۹۶۰ء

نمازِ تہجّد۔ وِتر۔ تراوِیح

کیا نمازِ تہجّد رمضان میں باجماعت بدعت ہے

سوال :- نمازِ تہجّد کا رمضان مبارک میں پڑھنا اور باجماعت ادا کرنا سنّت ہے یا بدعت ؟

جواب :- نمازِ تہجد اور تراویح ایک ہی ہے چنانچہ رسالہ "اہل حدیث کے امتیازی مسائل" میں ہم نے اس پر مفصل بحث کی ہے۔ تراویح، تہجد جب ایک ہوئی تو رمضان میں باجماعت ادا کرنا بھی ثابت ہو گیا کیونکہ تین روز رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے باجماعت قیام کیا ہے پھر فرض ہونے کے خوف سے ترک کر دیا۔ چنانچہ مسلم شریف میں حدیث ہے اب چونکہ فرض ہونے کا خوف نہیں اس لئے باجماعت پڑھنا مسنون ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی